مطبوعات

صحیفۂ ہمّام بن مُنَبِّہ | از جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔ شائع کردہ: الہدیٰ بک ایجنسی، نظام شاہی روڈ، حیدر آباد دکن قیمت بلا جلد تین روپے آٹھ آنے۔ مرسلہ: مکتبۂ نشأۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ حیدر آباد دکن۔

علمی تحقیق کے میدان میں جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اب تک جو خدمات انجام دی ہیں وہ خالص علمی نقطۂ نظر سے بھی اور اس سے بڑھ کر اسلامی و دینی نقطۂ نظر سے بڑی بھاری قدر و قیمت کی حامل ہیں۔ موصوف کا کیا ہوا کام ملّتِ پاکستان کے لیے سرمایۂ افتخار ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ تازہ زرین نتیجۂ کاوش و جستجو اس کام میں ایک گراں بہا اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے۔

مکتبۂ نشأۃ ثانیہ۔ حیدر آباد دکن کی طرف سے یہ کتاب جس روز ہمیں موصول ہوئی وہ پورا دن ایک عجیب مسرت میں گذرا، جیسے کسی کو اپنا کوئی گمشدہ لعل واپس مل گیا ہو۔ یہ دراصل فتنۂ انکارِ حدیث کے علمبرداروں کے اس دعوے کی ایک قطعی اور صریح تردید ہے کہ احادیث دورِ نبوت کے دو ڈھائی صدی بعد سے مدون ہونا شروع ہوئیں اور وہ بھی بطور ایک جعل و سازش کے! خود دورِ نبوت میں سرے سے احادیث کا ریکارڈ نہیں کیا گیا، بلکہ اُلٹا اس کی مخالفت کردی گئی تھی۔ یہ دعویٰ درحقیقت جس نتیجے تک پہنچانے کے لیے نمودار ہوا وہ یہ تھا کہ سنتِ رسول کو شرعی حجیت و سند ہونے کی حیثیت نظامِ دینی میں حاصل نہیں۔ اس کے جواب میں بہت سے اہلِ علم نے بڑا قوی استدلال کیا ہے اور دورِ نبوی کے اندر حدیث کو ریکارڈ کرنے کا جو کام ہوا تھا اس کا تفصیلی تعارف کرایا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں آنحضور کے خاص الخاص شاگردوں اور زیرِ تربیت صحابہ کے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث کے بارے میں تاریخی شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔ مگر یہ چیزیں معقول اور سنجیدہ اصحاب کے لیے تو موجبِ اطمینان ہو سکتی ہیں، اہلِ فتنہ کا منہ بند نہیں کرسکتیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس سلسلے میں ایک ٹھوس تحقیقی مہم یہ شروع کی ہے کہ دورِ نبوت کی دستاویزات، مکاتیب، سرکاری

مراسلات اوران کے ساتھ ساتھ صحابہ کے مرتب کردہ صحف کو تاریخ کے خزائن میں سے برآمد کیا جائے چنانچہ اس قسم کے نتائجِ تحقیق "عہدِ نبوی کے نظامِ حکمرانی" "رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی" "الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدہ" (مطبوعہ مصر) وغیرہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ "صحیفۂ ہمام ابن منبہ" اسی نوعیت کا ایک نیا حاصلِ جستجو ہے۔ اب اس صحیفہ کی حقیقت سنئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمنی تھے اور دنیا و مافیہا سے کٹ کر نبیٔ اکرم صلعم کے ہو رہے اور اپنی ساری توجہ علمِ کتاب و سنت کے اکتساب کے لیے وقف کردی۔ اسی لیے آپ محدثین کے لیے سلسلۂ روایت حدیث کی اہم ترین اولین کڑیوں میں سے ایک ہیں۔ آپ نے حفظِ حدیث کے علاوہ تحریری طور پر بھی احادیث کا ریکارڈ رکھا ہے۔ آپ کے ایک ہم وطن ہمام بن منبہ دین سیکھنے مدینہ آئے تو وطنی نسبت کے زیرِ اثر حضرت ابوہریرہ سے خاص تعلق ہوا۔ آپ نے ان کو ڈیڑھ سو احادیث اہتمام سے املا کرائیں اور اس طرح ایک مجموعۂ احادیث "الصحیفۃ الصحیحہ" مرتب ہوگیا۔ یہ واقعہ بہرحال حضرت ابوہریرہ کی وفات سے قبل کا ہو سکتا ہے اور آپ کا سالِ وصال ۵۸ھ یا اس کے لگ بھگ ہے گویا یہ مجموعہ قطعی طور پر پہلی صدی ہجری کے وسط کا ہوا۔ اس مجموعہ کو محدثین، خصوصاً امام بخاری نے بنیادی ماخذ کی صف میں لیا ہے۔ اور اس کی پوری احادیث صحاح ستہ میں دیکھی جاسکتی ہیں[1]۔ کمال یہ ہے کہ بعد کے مؤلفوں نے مفہوم تو کیا، کوئی لفظ تک نہیں بدلا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید ضمنی تحقیق و کاوش کرکے یہ بھی بتایا ہے کہ صحیفۂ ہمام کس طرح بہ حفاظت منتقل ہوتا چلا آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کے مختلف مخطوطات کو ڈھونڈ نکالا ہے اور ان کا پورا پورا تقابل بھی کردیا ہے۔ بقول ڈاکٹر صاحب اب یہ چیز ثابت ہوگئی ہے کہ:۔

> "امام بخاری نے کوئی چیز من گھڑت اور جعل سازی کرکے نہیں لکھی بلکہ اسناد میں ماخذ در ماخذ کا جو سلسلہ دیا ہے وہ پورے کا پورا واقعی اور حقیقی بھی ہے اور اب تمام ہمارے سامنے آجانے سے ان کی صداقت کی جانچ بھی ممکن ہوگئی ہے اور یہ سب کے سب سچے ثابت ہوئے اور کس شان کے ساتھ!"

واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے علمبرداران سنت کو منکرینِ حدیث کے مقابلے میں ایک مضبوط ہتھیار فراہم کردیا ہے۔ ابھی ڈاکٹر صاحب مزید کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کے وعدے کے ساتھ "اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ"

---

[1] واضح رہے کہ یہی احادیث دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہیں اور مختلف سلسلہ ہائے اسناد سے ثابت ہیں۔

کا جو مژدہ سنایا تھا اس کی وجہ سے ہم پہلے سے یقین رکھتے ہیں کہ "تبیین کتاب" کے کارنامۂ نبوی کی بھی اللہ تعالیٰ خود حفاظت فرمانے والا ہے۔ عہدِ نبوی کے وثائق و مخطوطات کے دوسرے ریکارڈ کے ساتھ ساتھ صحیفۂ ہمام کی برآمدگی نے اس یقین کو اور پہلے سے زیادہ مستحکم کر دیا ہے۔

کتاب میں صحیفۂ صحیحہ کو جدید اسلوب پر ایڈٹ کر کے متن اور ترجمہ دینے کے علاوہ ایک قیمتی دیباچہ بھی ڈاکٹر صاحب نے قلمبند فرمایا ہے جو بجائے خود اہم معلومات اور قیمتی انکشافات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک طرف خاصی تفصیل سے یہ دکھایا گیا ہے کہ آنحضور صلعم نے خواندگی اور علم کو عام کرنے کے لیے کتنا کام کن کن تدابیر سے کیا اور کس طرح سوسائٹی کو اس قابل بنایا کہ دین و حکمت اور کتاب و سنت کو محفوظ کر سکے اور جوں کا توں آگے منتقل کر سکے۔ دوسری طرف یہ واضح کیا ہے کہ سنتِ رسالت اور احادیثِ نبوی کا تحریری ریکارڈ خود دورِ رسالت میں کہاں تک ہوا۔ اور اس میں کیا کچھ اب ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ بعد میں مزید تحقیق کرنے پر کچھ اور قیمتی معلومات ہاتھ آئیں، ان کو کتاب کے آخر میں "بازیادت" کے زیرِ عنوان دیا گیا ہے۔ اس حصے کو پڑھنے سے گویا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے سیکرٹری ایٹ سے تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔

احادیث کے ترجمہ پر راقم الحروف کوئی ماہرانہ رائے تو نہیں دے سکتا تاہم بعض مواقع قابلِ غور معلوم ہوئے ہیں۔ حدیث نمبر ۲۹ و نمبر ۴۰ میں جنگ کو "خدعہ" فرمایا گیا ہے، اس لفظ کا ترجمہ "دھوکا" کے لفظ سے کیا گیا ہے حالانکہ اردو زبان میں "دھوکا" کا لفظ لازماً بُرے معنی رکھتا ہے اور اخلاقی حس سے ٹکراتا ہے پس کیا یہ موزوں نہ ہوگا کہ اردو میں "خدعہ" کا ترجمہ "چال" وغیرہ الفاظ سے کیا جائے۔

حدیث نمبر ۳۰ میں عالمِ جنت کے متعلق آیا ہے کہ "ولا خطر علیٰ قلب بشر" اس کا یہ ترجمہ کہ "نہ کسی آدمی کے دل میں اُن کا خطرہ گذرا" اردو زبان کے لحاظ سے بہت بے ڈھنگا ہے۔ بروئے لغت "خطر الامرُ لہ" کے معنی "اگر لاح فی فکرہ" ہیں اور "خطر الامر بالہ و علیٰ دقی بالہ" کا مطلب "اگر ذکرہ بعد نسیان" کے الفاظ سے معین ہوتا ہے تو مذکورہ ترجمہ کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اصل مدعا یہ ہے کہ وہاں وہ کچھ ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ انسانی ذہن اس کا خیال یا تصور تک کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱ کے ترجمہ میں گناہ کو مونث قرار دے کر "گناہیں معاف کر دی جاتی ہیں" کا ٹکڑہ درج کیا گیا ہے۔

اغلبا یہ حیدرآبادی زبان کے امتیازات میں سے ہوگا، لیکن عام اردو دانوں کے لیے نامانوس ہے۔

حدیث ۵۹ء در [جب ربك" کا ترجمہ دیا گیا ہے "تمہارے پروردگار کے پاس چلو"، حالانکہ اردو میں کہنا چاہیے تھا "اپنے پروردگار کے پاس چلو"!

سب سے بڑی خوشی ہمیں اس بات سے ہوئی کہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب جو شروع شروع میں مستشرقین کی طرح صرف دماغ ہی دماغ کی جولانگاہوں کی طرف رُخ کر کے چلے تھے، بعد میں آہستہ آہستہ ان کا دل بھی متحرک ہوتا گیا اور اب دلیل کے ساتھ جذبہ، عقلیت کے ساتھ ایمان اور تحقیق کے ساتھ ساتھ مقصدیت بھی کارفرما ہے۔

ہم اس کتاب کی اشاعت پر اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں جس نے نہایت مفید اور ضروری کاموں کا منصوبہ بنا کر صحیفۂ ہمام جیسی نادر چیزیں پیش کرنے کا آغاز کیا ہے۔ الهدیٰ ملک الجعفی بھی ہمارے ہدیۂ تبریک سے حصہ پانے کی مستحق ہے جس کے اہتمام سے یہ کتاب طبع ہوئی۔

بقیہ رسائل و مسائل

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہوا کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو جانور کے چہرے پر داغ دے اور اُس کے چہرے پر ضرب لگائے" (ابوداؤد)

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خبردار جانوروں کی پشت کو اپنے لیے منبر نہ بنا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں محض اس خاطر تمہارے لیے مسخر کیا ہے کہ تم وہاں تک پہنچ سکو جہاں تک تم بڑی جان جوکھوں سے پہنچتے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے، اپنی دیگر ضروریات اُس پر بیٹھ کر پوری کرو" (ابوداؤد، ایضاً)

۱۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد، جلد اول ص ۳۴۷)

۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ ایک صحابی جنگل میں گئے اور وہاں سے ایک پرندے کے انڈے نکال لائے۔ پرندہ آیا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے سروں پر آکر اُڑنا اور پھڑپھڑانا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کسی نے اسے دکھ پہنچایا ہے؟" وہ صحابی بولے "میں اس کے انڈے اُٹھا لایا ہوں"۔ آپ نے فرمایا "واپس رکھ کر آؤ"۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۴۰۴)

۱۲۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر چیونٹیوں کی ایک آبادی پر ہوا جسے جلا دیا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کو ایسا عذاب دے جو صرف اللہ کے لیے خاص ہے (مسند احمد ج ۱، ص ۴۲۳)